نعت کا فن اور پروفیسر ڈاکٹر اعجاز حسن خان کی نعتیہ شاعری

A Critical Review of Prof: Dr.Ejaz Hassan Khan's Naatia Poetry

ڈاکٹر بسمینہ سراج[1] ڈاکٹر زینت بی بی[2] ڈاکٹر زینب امین[3]

ABSTRACT:

A Naat (Arabic: نعت) is a poetry that specifically praises the prophet Muhammad. The practice is popular in South Asia (Bangladesh, Pakistan, India) commonly in Bengali, Urdu or Punjabi language. People who recite Naat are known as Naat Khawan or Sana'a-Khua'an. In Urdu Bangali, English, Turkish, Persian, Arabic, Punjabi, Kashmiri and Sindhi Language. Many of the famous scholars in the earlier days of Islam wrote Naat. Naat is sung with great joy and love of the beloved prophet (Sal-lal-lahu alaihi wa sallam). Dr. Ejaz Hassan Khan Khatak is a medical doctor by profession. He belongs to district Karak of Khyber Pakhtunkhwa. Besides being a medical doctor, he is a good poet also. The first collection of his poetry is Natia poetry by the name of La Nabbia Baadi. Dr.Ejaz naatia poetry has opened new horizons of thoughts for the readers. He is a true lover of Prophet Muhammad Peace Be Upon Him. His natia poetry projects all the colour of his true love for the Holy Prophet Peace Be Upon Him. Dr. Ejaz has taken the first step which is probably his first attempt at English poetry and that too in the form of Naat. He has done it extremely well.

Keywords: Ejaz Hassan Khan Khatak, Na'atia poetry, South Asia, La Nabbia Baadi.

نبی اکرم ﷺ کی ذات وبابرکات وہ مقدس اوراعلی ترین ذات ہے جس نے بندوں کو اللہ سے ملایا اورانسانوں کو جلوہ الہی سے روشناس کر دیا۔ جس نے دل کو پاک، روح کو روشن، دماغ کو تاباں طبیعت کو شاداں کیا۔ جوانی و پیری، امیری غریبی امن وجنگ، امید وترنگ، گدائی وشاہی ہستی وپارسائی، رنج وراحت غرضیکہ ہر درجہ اور ہر مقام پر انسان کی راہبری فرمائی۔ آپؐ غریب کے محب، مسکین کے ساتھ، شاہوں کے تاج، آقاؤں کے آقا، غلاموں کے محسن، یتیموں کا سہارا، دردمندوں کی دوا، مساوات کے حامی، اخوت کے بانی اور صدق وامانت کا سرچشمہ تھے۔ جس سے رہتی دنیا تک انسانیت فیض حاصل کرتی رہے گی۔ آج کے دور میں نعتیہ شاعری کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے جب ہر طرف مادی پرستی کا عالم ہے۔ ”نعت" جتنی مقدس، پاکیزہ اور شریں صنف سخن ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ اتنی ہی نازک بھی ہے۔ یہ محبوب مجازی کی تعریف والی غزل نہیں ہے۔ جس میں رہوار خیال کو بے لگام چھوڑ کر جو منہ میں جو آئے کہہ دیا جائے یا لکھا جائے۔ یہ اس ذات گرامی ﷺ کا تذکرہ ہے جس کی عظمت وتقدس کے آگے فرشتوں کی گردنیں بھی خم ہیں۔ لہذا ایک طرف بے مایہ انسان اس احساس سے مغلوب ہوتا ہے تو دوسری طرف اس ذات اقدس کی صفات وکمالات کا تصور الفاظ کی تنگ دامنی کا احساس دلاتا ہے، اور انسان یہ یقین کیے بغیر نہیں رہتا کہ اظہار وبیان کے

---

[1] Assistant Professor, Department of Urdu, S.B.B. Women University, Peshawar.
[2] Assistant Professor, Department of Urdu, S.B.B. Women University, Peshawar.
[3] Assistant Professor, Deptt: of Islamic Studies, S.B.B. Women University, Peshawar.

جتنے اسلوب انسان کے تصرف میں ہیں ان میں سے کوئی بھی اس ذات گرامی کی حقیقی تعریف و توصیف کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔

لغوی تحقیق و مفہوم:

نعت (ن ع ت) کا مادہ ہے۔ جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے لیکن اگر اس لفظ کے لغوی مفہوم کی تحقیق کی جائے تو اس کے کئی معنی ہیں۔ جیسا کہ الزبیدی (م 1205ھ) مشہور لغوی نے اس مادہ کی مختلف صورتوں کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ ''النعت'' کے ضمن میں لکھا ہے کہ: ''النَّعْتُ ، كالمَنْعِ'' نعت صوتی اعتبار سے منع کی طرح ہے یعنی اس کلمہ عین درمیانی حرف ماضی اور مضارع دونوں میں مفتوح ہوتا ہے۔ نعت کے معنی وصف کے ہیں۔ خصوصاً جب کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وصف میں جو کچھ کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وصف بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع نعات ہے۔ ایک شعر نقل کیا ہے: ''أَنْعَتُها إِنِّيْ مِن نُعّاتِها'' یعنی میں نے اس کی تعریف کی میں اس کے ثناخوانوں میں سے ہوں[1]۔

نعت سے متعلق وہ مزید لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے کو نعت کہتے ہیں[2] جیسا کہ آپ ﷺ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے: ''لم أَرَ قَبْلَه ولا بَعْدَه مِثْلَه''[3]۔ یعنی میں نے آپ ﷺ سے قبل اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ اور اسی طرح انتعات کا لفظ بھی وصف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ نعت کی جمع نعوت آتا ہے۔

الازہری نے نعت کی تعریف یوں کی ہے: ''النَّعْتُ من كُلِّ شيءٍ : جَيِّدُه ، وكلّ شيءٍ كان بالِغاً تقول : هذا نَعْتٌ ، أَي جَيِّدٌ''[4]۔ یعنی ہر عمدہ اور خوب صورت چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے اور جو چیز بہت خوب ہو یہی نعت ہے۔ اور اسی طرح وہ کہتے ہیں: ''نعت کا لفظ اس گھوڑے کے وصف کے لیے استعمال ہوتا ہے جو بہت ہی خوب صورت اور دوڑ میں سبقت لے جانے والا ہو۔ اسی طرح منتعت، نعتتہ نعیت اور نعتیتہ کے الفاظ بھی اسی گھوڑے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو عمدگی اجوات اور تیزرفتاری کا وصف رکھتا ہو''[5]۔

نعت کا لفظ اس انسان کے لیے بھی استعمال ہوگا جو نہایت خوبرو اور حسن و جمال سے اتصاف پذیر ہو۔ اس حوالے سے نعیت نہایت عمدہ معزز اور سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں[6]۔

نعت اور وصف میں فرق:

نعت کا لفظ عام طور پر وصف کا مترادف کیا جاتا ہے لیکن اہل لغت نے ان دونوں لفظوں کے معنوی اختلاف کی نشاندہی کی ہے: ابن الاثیر نے لکھا ہے: ''النَّعْتُ : وَصْفُ الشيءِ بما فيه من حُسْنٍ ، ولا يُقَال في القَبِيحِ ، إِلاّ أَنْ يَتَكَلَّف مُتَكَلِّفٌ ، فيقول : نَعْتَ سَوْءٍ ، والوَصْفُ يقالُ في الحَسَنِ والقَبِيحِ''[7]۔ (نعت کسی شے کی اچھائیوں کے بیان کا نام ہے قبح میں اس کا استعمال نہیں ہے سوائے اس کے کہ کوئی تکلف کرے تو کہا جاتا ہے۔ نعت سوء یعنی بری نعت جب کہ وصف، حسن اور قبیح دونوں میں استعمال ہوتا ہے)۔ جب کہ بعض لغویین جن میں جوہری (م393ھ)، فیومی (م770ھ) وغیرہ نے ان دونوں لفظوں (نعت اور وصف) کو مترادف قرار دیا ہے۔ ابن الاثیر کی مندرجہ بالا رائے سے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے ان لفظوں کے معنوی فرق کی وضاحت میں کہا کہ نعت جسمانی خوبی اور حلیہ کے لیے مستعمل ہے۔ جیسے طویل (دراز قد والا) یا صغیر (چھوٹے قد والا) مگر صف افعال کی ادائیگی کے لیے مستعمل ہے۔ جیسے ضارب (مارنے والا)[8]۔

اس ضمن میں الزبیدی نے ثعلب کی رائے یوں نقل کی ہے کہ نعت جسم انسانی کے لیے مخصوص ہے مثلاً الاعرج یعنی لنگڑا پن) اور صفت کا استعمال عام ہے جیسے عظیم و کریم' میں اللہ تعالی کا وصف بیان کیا جائے گا' نعت نہیں[9]۔

عربی کے لغات میں لفظ نعت اور اس کی دوسری نحوی صورتوں کے جو مفاہیم و مطالب بیان ہوئے ہیں ان کے رو سے نعت کسی چیز کو بیان کرنا (نعت ینعت نعتاً) اوصاف بیان کرنا خصوصاً تعریف میں نعت صفت، وصف، جوہر، ہنر، تعریف، خاصیت، گن (نعت) کسی شے کی خوبیوں کا بیان جب کہ اس کے وصف میں مبالغہ کیا جائے (نعت نعتا) بہ تکلیف عمدہ صفات دکھانا (نعت) خلقاً عمدہ صفات والا ہونا النعت (صف) مثلاً المنعت من الخىل تیز رفتا ہونا، گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والا گھوڑا۔ اسی طرح صرف نحو میں صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا اور حضور اکرم ﷺ کی مدح و توصیف بھی نعت کے مفاہیم میں شامل ہیں۔ یہاں لغوی تعریفات سے یہ ثابت ہے کہ نعت ایسی تعریف وصف کا نام ہے جو صرف لفاظی اور سرسری تعریف کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ یہ تکلف عمدہ صفات دکھانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں اس مادہ "نعت" کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا، البتہ بعض مفسرین نے قرآن کی تشریح و ترجمہ میں اس لفظ کو وصف کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ احادیث رسول اللہ ﷺ اور شمائل نبوی میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں قریباً پچاس مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ یہاں یہ لفظ اپنے متنوع و مفاہیم اور مختلف معانی میں نظر آتا ہے۔

یہ لفظ مطلق اظہار اور بیان محض سے لے کر عام اشیاء و افراد کی تعریف، صفت، حالت، کیفیت، صورت احوال، خصوصیت، علامت اور کسی چیز کی خاصیت یا کسی شخص کے حلیہ کے بیان میں استعمال ہوا ہے۔ اسی مفہوم کی رعایت اور نسبت سے یہ لفظ بعض مقامات محمود مثلاً سدرۃ المنتھی اور مسجد اقصی کی تعریف و توصیف میں ملتا ہے اور اس حوالے سے بعض صحابہ کرام ﷺ کے اوصاف اور دین اسلام اور اسکے ارکان یعنی نماز وغیرہ کی تعریف میں بھی نظر آتا ہے۔ اللہ تعالی کی صفات حضور اکرم ﷺ کی چال اور قراءت کی تعریف اور حضور کی مدح کے ضمن میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے[10]۔

لغات کے علاوہ عربی زبان و ادب کا مطالعہ کرنے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ اپنے عمومی معنوں میں ملتا ہے۔ نعت کا لفظ مطلق خوبی، تعریف اور صفت ہی کے مفہوم میں آتا ہے۔

فارسی زبان میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول ﷺ دونوں معانی میں آیا ہے۔ فرہنگ آموز گاہ میں اس کا مطلب " ستائش، وصف 'صفت"[11] اور منتخب اللغات میں " صفت وصف کردن"[12] ہے۔ جب کہ غیاث اللغات میں " تعریف ووصف کردن از منتخب" کے بعد مصنف نے لکھا ہے کہ: "اگرچہ لفظ نعت بمعنی مطلق وصف است لیکن اکثر استعمال میں این لفظ بمعنی مطلق ستائش و ثنائے رسول ﷺ آمدہ است"[13]۔

اردو میں لفظ اگرچہ عربی و فارسی لغات کی پیروی میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول ﷺ دونوں معانی میں آیا ہے۔ مگر جیسا کہ اردو میں لغت میں یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت ﷺ کی ستائش و ثناء کے لیے مخصوص ہے[14]۔ اردو لغت اور شعر و ادب میں اس نعت کے معنی سرکار دو عالم ﷺ کی تعریف و توصیف ہی کے مفہوم سے منسوب و مختص ہیں۔ عربی سے فارسی اور فارسی

سے اردو زبان تک پہنچتے پہنچتے یہ لفظ ایک خاص مفہوم سے وابستہ ہو گیا۔ یعنی ایسے اشعار (بلکہ تحریریں بھی) جن میں پیغمبر اسلام کی تعریف وتوصیف ہو، انہیں "نعت" کہا جاتا ہے۔

نعت کا مختصر تاریخی جائزہ:

نعت کا لفظ نبی کریم ﷺ کے وصف میں سب سے پہلے خود نبی کریم ﷺ نے استعمال کیا، تاہم احادیث اور سیرت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کہ بعد سب سے پہلے یہ لفظ آپؐ کے وصف کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استعمال کیا۔ جیسا کہ شمائل ترمذی میں ہے: "من رآہ بَدیهة هَابَهُ. ومن خالطه فعرفه أحبّه ، يقول ناعته : لم أرَ قبله ولا بعده مثلَه"[15]۔(جو آپؐ کو پہلی دفعہ دیکھتا ہے اس پر آپ ﷺ کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور آپ ﷺ سے جس کے تعلقات بن جائیں وہ آپ ﷺ سے محبت کرتا اور آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا کوئی دیکھا ہے)۔ اس حدیث میں لفظ "ناعت" کے استعمال سے بعض نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلامی ادب میں اس معنی میں اس لفظ کا استعمال پہلی دفعہ کیا گیا ہے، یہ مفہوم اگرچہ مرجوح ہے۔ تاہم بعثت سے پہلے بھی آپ ﷺ کے مداح تھے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات ہی میں حضرت کعب بن زہیر' حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی قوت کلام کے جوہر دکھانے شروع کر دیے تھے اور نعت کا بیش بہا خزانہ جمع ہو گیا تھا۔

البتہ عربی فارسی اور اردو میں موجود نعتیہ کلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو نعت کی تعریف و تاریخ کی عظمت اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ عرب شعراء کے تتبع میں دیگر زبانوں خصوصاً فارسی میں بہت زیادہ نعتیہ قصائد اور نعتیں کہی گئیں۔ اس سلسلے میں ہمیں عطار، رومی، نظامی، جامی، خسرو، فیضی، سعدی وغیرہ کئی شعراء نظر آتے ہیں۔ جن کے نعتیہ کلام میں محبتِ رسول موجزن ہے۔ انہیں سمندروں سے نعت حبیب کبریا ﷺ کے بادل اٹھے اور ہماری اردو شاعری کو سیراب کرتے چلے گئے۔ دکن سے اردو شاعری کی موجیں شمال ہند کی جانب بڑھیں تو دیگر اصناف سخن کے ساتھ نعت و منقبت کے دھارے بھی گلستان ادب اردو میں موجیں مارنے لگے۔ امیر مینائی تک اردو شعراء کی ایک بڑی تعداد نعت سرائی کرتی نظر آتی ہے۔ اس کے بعد الطاف حسین حالی سے یہ روایت ظفر علی خان تک قوت و توانائی کا ایک عظیم مینار بن کر ہمارے سامنے آئی ہے۔ اقبال کے ہاں نعت آفاق منازل تک صعود کر گئی اور اس کی روشنی کچھ اس طرح پھیلی کہ قیام پاکستان کے بعد نعت گوئی ہر مسلمان شاعر کا جزو ایمان بن گئی۔ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کا شاید ہی کوئی شاعر ہو گا جس نے نعت نہ کہی ہو گی۔ اور اپنے علم و عرفان کی پوری صلاحتیں عقدیت اور محبت کے گل ہائے رنگا رنگ کے گلدستے سجانے میں صرف نہ کی ہوں گی۔

آج کی نعت اپنے مرکزی موضوع، یعنی مدح رسول سے پھیل کر کائنات بھر کے مسائل کو محیط نظر آتی ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کر رہا ہے اور نت نئے سائنسی انکشافات ہو رہے ہیں' توں توں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات کے اثرات انسانی تہذیب و معاشرت اور تاریخ وسیاست پر نمودار ہو رہے ہیں۔

نعت کی اہمیت:

نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دار مدار اس کے نفس مضمون پر ہے۔ اگرچہ اس کا مقصد ذات رسالت مآب کی حقیقی عظمت کو

واضح کرنا اور آقائے دو جہاں ﷺ کی بعثت کی نوع انسانی کے لیے اہمیت نمایاں کرنا ہو گا وہ کلام صحیح طور پر نعت گلہائے کا مستحق ہے۔ چنانچہ نعت مشکل صنف سخن ہے۔ نعت کی اس نزاکت کا احساس ان شعرائے کرام کو ہے جو اس کے جملہ تقاضوں سے بخوبی واقف ہیں۔

نعت کا اصل "موضوع" ہے۔ اسی نے ہمیں ہمارے ہر قول و فعل کے کچھ آداب بتائے ہیں۔ ان تمام آداب کی کماحقہ، رعایت کے بغیر کوئی نعت نہ شریعت کے مطابق ہو سکتی ہے اور نہ یہ کوئی حقیقی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے ارشادات کی خلاف ورزی کر کے اس کی تعریف و توصیف کیا جائے۔ مثلاً خود حضور سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی کہ ہے کہ: "میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کیا"۔ احمد رضاء بریلویؒ اس بارے میں لکھتے ہیں: "حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر حد سے بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے"[16]۔

اسی طرح مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی تعریف میں ذرا سی لغزش نعت کو حدود کفر میں داخل کر سکتی ہے۔ ذرا سی کوتاہی مدح کو قدح میں بدل سکتی ہے اور ذرا سا شاعرانہ غلو ضلالت کے زمرے میں آسکتا ہے[17]۔

نعت حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات او ران کے نتائج کو بیان کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور نعتیہ شاعری یہ ہے کہ ان مقدس تعلیمات کو ایسے دلنشین اور جامع پیرائے میں بیان کیا جائے کہ شعر کی لطافت بھی بر قرار رہے اور حقیقت کی مکمل تصویر کشی بھی ہو جائے۔

نعت میں محبت کے ساتھ ادب کا مکمل لحاظ ضروری ہے۔ عشق مجازی میں محبوب کے تذکرے کے لیے جو عنوانات اور اسالیب قابل تعریف سمجھے جاتے ہیں وہ نعت میں بسا اوقات ادب کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس بات میں کیا شبہ ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کو اللہ تعالی نے معنوی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال سے بھی نوازا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وأجمل منك لم تر قط عيني وأفضل منك لم تلد النساء[18]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے تو آنحضرت ﷺ کے حسن و جمال کو یوں بیان کرتی ہیں:

متى يبد في الداجي البهيم جبينه يلح مثل مصباح الدجى المتوقد

فمن كان أو من قد يكون كأحمد نظام لحق أو نكال لملحد[19]

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ۔ احمد مجتبی ﷺ جیسا کون تھا اور کون ہو گا کا نظام قائم کرنے والا ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا۔

الغرض نعت شعر کی تمام دوسری اصناف کے مقابلے میں جتنی مقدس، پاکیزہ اور شریں صنف ہے، اتنی ہی وہ نازک بھی ہے اور اس کی نزاکتوں کو مد نظر رکھے بغیر اچھی نعت نہیں لکھی جاسکتی۔

نعت ان تاریخی مراحل سے گزرتا ہوا پاکستان کے طول و عرض کے مختلف زبانوں میں شعراء نے اپنے اپنے کلام سے اس چراغ کو روشنی دینے کی کوشش کی۔ عصر حاضر میں یہ فن نعت خیبر پختونخوا میں اردو اور مقامی زبانوں میں نئے انداز کے ساتھ زیب و زینت حاصل کر رہی ہے۔ عصر حاضر کے معاشرتی اور تاریخی تقاضوں نے جہاں زندگی کے اور شعبوں پر اثرا ہوا وہاں پر نعتیہ شاعری کی حوالے سے بھی اثرات مرتب ہوئے۔ فن نعت میں علمی، تہذیبی، عمرانی، مذہبی عنصر پایا جاتا ہے۔ عصر حاضر کے ان نعتیہ شعراء جن کے کلام میں حضور اکرم ﷺ کی

محبت و شیفتگی کے ساتھ آپ ﷺ کے تعلیمات اور نوع انسان پر آپ ﷺ کے پیغام کے اثرات کا موضوع نمایاں ہے۔ ان شعراء میں ایک نام پروفیسر ڈاکٹر اعجاز حسن خان کا ہے۔ جن کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ "لا نبی بعدی" 2012ء میں منظر عام آچکا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر حسن خان کا تعارف:

ڈاکٹر اعجاز حسن خان خیبر پختونخوا کے ضلع کرک کے ایک علمی اور ادبی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ پروفیسر پردل خٹک کے فرزند اور پشتو کے ادیب شاعر پروفیسر پریشان خٹک کے بھتیجے ہیں۔ خیبر میڈیکل کالج کے پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر اور کالج کے پرنسپل کے عہدے پر فائز ہیں۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم پشاور میں ماڈل سکول اور اسلامیہ کالج سے حاصل کی اور بعد ازاں خیبر میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کیا۔ ماحول کے اثر سے زمانہ طالب علمی ہی سے شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ مقامی مشاعروں میں بطور سامع شرکت کر کے احمد فراز اور محسن احسان جیسے بڑے شاعروں سے ملنے کے مواقعے ملے تو اُن کے اندر کا شاعر بھی جاگ اُٹھا اور انہوں نے شاعری کا سفر شروع کیا۔

موصوف نہ صرف الحاج حافظ سید محمد رضوان بادشاہ انگیلائی سجادہ نشین خانقاہ مدینہ نور شریف گوندل کے فیض یافتہ ہیں بلکہ پیر و مرشد کے فیضان نظر سے نعت لکھنے والوں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔ 2012ء میں "لا نبی بعدی" کے نام سے خوبصورت نعتوں کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔ اس میں کل ۴۵ نعت ہیں۔ اس مجموعے کے بارے میں خود ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں یہ عمرہ کی ادائیگی کے دوران بار بار مدینہ جانے سے نعت لکھنے کا ذوق پیدا ہوا اور وہی پر اس مجموعے کا آغاز کیا۔ اور آخر کار دوبارہ عمرہ جانے لگا تو یہ مجموعہ شائع ہو گیا تھا۔

حضورؐ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے بلکہ خون میں رچی بسی ہے۔ اس محبت کے اظہار کا ایک مسلّم وسیلہ درود سلام ہے علاوہ ازیں حضور ﷺ کی مدح سرائی میں مدح مدعیت اور نعت کہے جاتے ہیں۔ مشرقی زبانوں بالخصوص عربی، فارسی، اردو، پشتو وغیرہ کی شاعری میں نعت ایک مقبول، معروف اور متبرک صنف ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ بڑے شعراء نے اس صنف میں طبع آزائی کی ہے۔ غیر مسلم شعراء نے بھی دل گداز انداز میں خوب صورت نعتیں تحریر کی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے بھی درود و سلام کے یہ اشعار لکھے:

درود تحفے میں اُن کے دیار لے کے چلا
دِل میں بس شاہِ دو عالم کا پیار لے کے چلا
درود جتنا پڑھا اُن کو پیش کر آیا
میں یہی تحفہ معیار لے کے چلا[20]

دراصل جس ذات اقدس پر خود اللہ تعالی درود سلام بھیجتا ہے۔ ملائکہ اور اہل ایمان کو درود سلام بھیجنے کا پابند بناتا ہے۔

نعت کا ایک اور مقبول انداز حضور ﷺ پر درود و سلام صلوۃ بھیجنے سے متعلق ہے۔ گویا ڈاکٹر صاحب نے جس انداز بیان کے ساتھ سلام و درود بیان کیا ہے یقیناً یہ ان کی اپنی عقیدت و احترام ایک سادہ انداز ہے جس میں حقیقت نمایاں ہے۔

حقیقت نگاری ڈاکٹر صاحب کے مندرجہ بالا کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ حقیقت نگاری نعت کا ایک اہم جُز ہے اگرچہ تخیل اور محاکات شعر کی ترکیبی عناصر ہیں اور ندرت و مبالغہ اس کی روح رواں، جب تک شعر میں تخیل کی نادرہ کاری اور مبالغہ کی رنگ آمیزی نہ ہو شعر ایک بارہ

بے کیف، گل افسردہ اور شمع بے نور ہو کر رہ جاتا ہے۔ آپ کی عشقیہ انداز نعت کی ایک مثال ملاحظہ کیجیے:

تخیل کی مدینے تک جسے پرواز کہتے ہیں
تصوف کی بڑی دنیا میں اِس کو راز کہتے ہیں
سُنا ہے کہ فقیری میں اِسے اعزاز کہتے ہیں
کرامت اس کو کہتے ہیں اسے اعجاز کہتے ہیں[21]

توصیفی انداز نعت سے مختلف نعت کا ایک پسندیدہ انداز عشق رسول اکریم ﷺ کے والہانہ تجربات وارادات کے اظہار سے عبارت ہے۔ اس انداز کی نعتوں میں مدینہ منورہ کا تذکرہ کرنا خان صاحب کا عشقیہ انداز ہے۔ پشتو کے عظیم صوفی شاعر رحمان بابا نے حضورؐ کی شان میں نذرانہ عقیدت کو ان الفاظ میں سمیٹا ہے:

زہ رحمان د محمد د درخاکروب یم
کہ م خدائے نہ کہ د دے درہ جدا[22]

یعنی ہوں تو میں رحمان اس دہلیز کا جارہ کش ہوں، گر نہ لے جائے خدا اس در سے جانا نہیں۔

آپ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ کے در و دیوار گلی کوچے، سنگ وخشت اور خار و خس کو دنیا جہان سے افضل جانتا ہے۔ خاکِ مدینہ کو اپنے لیے کحل بصر خیال کرتا ہے اور اس شہر کے ماحول وفضا کو جنت سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔ سگان مدینہ سے اپنی نسبت ٹھہراتے ہوئے بھی اسے شہر مقدس و منور کی شان میں بے ادبی خیال کر کے منفعل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نعت میں اپنے بے قراری یوں ذکر کرتے ہیں کہ مدینہ میں سکون ہے اور مدینے کی فضا پر کیف اور روح پرور ہو ہے اور یہ نعت پڑھنے والے پر ایک خاص تاثر چھوڑتی ہے:

مطمئن پُر سکون ہوتا ہے
آپؐ کے در کا جو سوالی ہے
جس جگہ ہوں نظر مدینے پہ
ہم نے عادت یہی بنالی ہے[23]

دُنیا بھر کے شہروں میں مکہ مکرمہ کو خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کو مسکن رسول کی وجہ سے تقدیس اور اولیت کا شرف حاصل ہے۔لہذا ان شہروں کا سفر کسی شرف اور اعزاز سے کم نہیں کہ وہاں چند گھڑیاں محبت اور عقیدت کے ساتھ میسر آجائیں۔ اعجاز کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے دو دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور شوق دیدار روضہ رسول ﷺ کی تڑپ کم ہونے کی بجائے آتش شوق بڑھتا ہی گیا اور دیدار رسول ﷺ کی اس تڑپ کے باعث تقریباً 12۔13 بار عمرے کی سعادت حاصل کی۔ اس لئے اُن کے کلام میں بھی اس حاضری و حضوری کے تاثرات کی مختلف کیفیات کا اظہار ملتا ہے۔ ان اشعار میں مدینہ کی حاضری کی خوشی اور وہاں دفن ہونے کی آرزو، اُن کی دلی کیفیات کا اندازہ وہ ان

اشعار کی صورت میں یوں کرتے ہیں:

اعجاز مدینے کا اعجاز مدینے میں
ملتے ہیں فقیروں کو اعزاز مدینے میں
یہ سرورِ عالم کا دربارِ رسالت ہے
آہستہ رکھی ہم نے آواز مدینے میں [24]

ڈاکٹر صاحب کے نعت میں تخلیقی وترویج میں مقصدیت کے تصور نے اسے ایک مقصدی انداز سے روشناس کیا۔ ہر زمانے کے نعت گو شعراء نے نعت کو اپنے زمانے کی ضروریات اور درپیش مسائل کے مطابق کسی نہ کسی مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیا گویا کہ نعت میں جدید انداز اور سادہ انداز بیان میں تصوفانہ افکار کا ذکر بھی ملتا ہے۔ کہ:

یہ محبتوں کا سفر ہوا
جو حقیقتوں میں مجاز سے
تیری دست گیری کریں گے وہ
کوئی کہہ رہا تھا اعجاز سے [25]

ڈاکٹر صاحب انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں تمام تر فنی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور تمام شعری وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے فنی پختگی اور لب ولہجہ کے والہانہ پن میں نعتیں کہی ہیں، جو کیفیت و سرمستی کے ساتھ ساتھ حسن بیان اور حسن تاثیر کا امتزاج لئے ہوتے ہیں۔

نعت کی دو بڑی قسموں (رسمی اور حقیقی) کا اگر ان کے محرکات ومقاصد تخلیقی موضوعات اوران کی پیشکش طریقہ اور زمانی اثرات کے حوالے سے تجزیہ کیا جائے تو نعت گوئی کے انداز کا تنوع اور اس کے اسالیب کی رنگارنگی کا پتہ چلتا ہے۔ صنفِ نعت میں نعت گو شعراء کے مزاج اور افتاد طبع، تخلیقی محرکات ومقاصد عصری ضروریات واثرات کے تحت جو منفرد ونمایاں انداز اور اسالیب نظر آتے ہیں وہ ایک توصیفی اندازِ صف اور دوسرا عشقیہ انداز نعت۔ یہ تقریباً دونوں انداز ڈاکٹر صاحب کے نعتیہ مجموعہ "لا نبی بعدی" میں پائے جاتے ہیں۔ 2014ء میں ڈاکٹر صاحب کا ایک اور نعتیہ مجموعہ جو آپ نے انگریزی زبان Mercy to Mankind کے نام سے گلہائے عقیدت ترتیب دیا تھا شائع ہوا ہے۔

اس بابرکت اور مقدس رومانیت کو ہر دور میں ہر زبان کے شاعروں نے زندہ وتابندہ رکھا ہے۔ ڈاکٹر اعجاز حسن خان خٹک بھی مدینۃ النبیؐ کے گلی کوچوں کا راہی اس در کا جو مبارک جالیاں کو اشک ندامت سے ترک کرنے کا متوالا ہے۔ پشتو اور اردو میں حب رسول ﷺ کے بعد اب انگریزی زبان میں نعت گوئی کا انوکھا تجربہ کیا ہے۔ انگریزی میں نعتوں کا مجموعہ شائع کرنے کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا ہے۔ نعت گوئی کے اپنے اصول اور آداب ہیں۔ نہ صرف شعری ذوق اور فنی نزاکتوں پر کامل عبور حاصل کرنا ضروری ہے بلکہ انتہائی باریک ایمانی تقاضوں کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے نعت گوئی کے لیے حیات طیبہ کا گہرا مطالعہ اور قرآنی تعلیمات پر پوری دسترس کے علاوہ روح کی پاکیزگی بھی شرط

اول ہے۔ نعت لکھنے کا شرف انتہائی خوش نصیب افراد کو حاصل ہوتا ہے۔ نعت گوئی میں آمد کا غلبہ نمایاں ہوتا ہے یہ مرحلہ تب سرا ہوتا ہے جب دل و دماغ پر جذب و سرور کے کیف اور لمحات پوری ایمانی قوت اور وجدانی رفعت سے جاری ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس انگریزی نعتیہ مجموعے پر جناب اعجاز رحیم صاحب، محترم ڈاکٹر امجد حسین صاحب، محترمہ پروفیسر چاندر رحمان صاحبہ جیسے مایہ ناز انگریزی دان لکھاریوں نے مدلل خیال آرائی کی ہے۔ یہ امر خوشگوار حیرت کا باعث ہے کہ مغرب میں اسلام پھیل رہا ہے۔ خاص کر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ نو مسلم نوجوان حب رسول ﷺ کے لافانی جذبے سے سرشار ہیں۔ وہ اس پیاس کو بجھانے کے لیے معلومات کے جدید ترین برق رفتا ذرائع انٹرنٹ، فیس بک، ٹویٹر وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ انگریزی کا یہ نعتیہ مجموعہ نو مسلم انگریزی خواں نوجوانوں کی اس اہم ضرورت کو بطریق احسن پورا کرے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک نعتیہ محفل میں التجا کی ہے:

فقیر مدینہ سفیر حرم
مجھ پہ بھی ہو مدینہ کے والی کرم

فقیر مدینہ تو ڈاکٹر صاحب تھے اب اس انگریزی نعتیہ مجموعے کی اشاعت سے آپ سفیر حرم بھی بن گئے۔ مدینہ کے والی نے آپ کی التجا کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔

خلاصہ بحث:

ڈاکٹر اعجاز حسن خان صاحب کی نعتیہ شاعری بلاشبہ اردو، اسلامی اور انگریزی ادب کے لیے ایک بے بہا خزانہ ہے۔ جس سے باذوق افراد صحیح معنوں میں استفادہ کر سکتے ہیں۔ آپ کا انداز خطاب، حقیقت نگاری، توصیفی انداز نعت اور جدید نعتیہ شاعری میں آگے چل کر ایک سنگ میل ثابت ہوں گے۔ اپنے احساسات کو جو مدینہ منورہ میں کسی مؤمن کے ہوتے ہیں اس کی مکمل ترجمانی ہے۔ وہ تمام شعری لوازمات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ زبان و بیان پر عبور رکھتے ہیں۔ فنی طور پر اور شعری محاسن کی باریکیوں کے لحاظ سے اُن کے کلام میں ممکن ہے کہ نظر ثانی کی گنجائش موجود ہو لیکن جہاں تک اُن کے خلوص اور عقیدت و محبت کے والہانہ پن کا تعلق ہے وہ اُن کے نعتیہ مجموعے میں ہر ہر مصرعے سے عیاں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعت کے لیے کوئی خاص پیشہ نہیں ہے، یہ ہر مسلمان خواہ اس کا کسی شعبہ زندگی سے ہو جیسا کہ ڈاکٹر صاحب میڈیکل کے شعبہ سے وابستہ ہیں کے باوجود ان کی نعتیہ شاعری میں ادبی چاشنی کی ایک جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔

حوالہ جات

---

[1] الزبیدی، مرتضی، حمد بن محمد الحسنی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الکتب العلمیۃ بیروت، بنان، مادۃ نعت ج5، ص125

[2] حوالہ مذکور

[3] ابن الاثیر، مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد الجزری، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، تحقیق: محمود محمد الطناجی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، مادۃ نعت، ج5، ص79

[4] الازہری، ابی منصور محمدبن احمد، معجم تہذیب اللغۃ، تحقیق: د۔ریاض زکی قاسم، دارالمعرفۃ بیروت، 2001ء، مادۃ نعت، ج4، ص3607

[5] حوالہ مذکور

[6] الزبیدی، مرتضی، حمد بن محمد الحسنی ،تاج العروس من جواہر القاموس، مادۃ نعت ج5، ص124

[7] ابن الاثیر، مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد الجزری، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، مادۃ نعت، ج5، ص79

[8] الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، تحقیق: احمد عبد الغفور عطار، دار العلم للملایین، بیروت، 1956ء، مادۃ نعت، ج1، ص269؛ الفیومی، احمد بن محمد بن علی المقری، المصباح فی غریب الشرح الکبیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1978ء، مادہ نعت، ص749

[9] الزبیدی، مرتضی، حمد بن محمد الحسنی ،تاج العروس من جواہر القاموس، مادۃ نعت ج5، ص124

[10] لفظ نعت کے لیے احادیث دیکھئے: ا۔ی۔ونسنک وی۔پ منسنج' المعجم المفہرس الالفاظ الحدیث النبوی، مطبعہ بریل فی مدینۃ لندن، 1967ء، لفظ نعت، ج6، ص483

[11] آموز گاہ، حبیب اللہ؛ فرہنگ آموز گاہ، کتب خانہ فروش فرہنگ، ص774

[12] غیاث، منتخب اللغات، ص2

[13] محمد بادشاہ، فرہنگ آنندراج، کتب خانہ فرہنگ، ص60

[14] مولوی نور الحسن، نور اللغات، لاہور، ج4، ص681

[15] ترمذی، عیسی بن ترمذی، مائل محمدیہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ص8

[16] ملفوظات، ادارہ معارف، لاہور، ص31

[17] عثمانی، محمد تقی، مولانا، نعت اور اس کے آداب، اوج علمی وادبی مجلہ، گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور، 19921ء، ج1، ص159

[18] دیوان حسان بن ثابت ،دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ص19

[19] ابن عبد البر ،الاستیعاب، دار المعرفۃ بیروت، لبنان، ج1، ص110

[20] اعجاز حسن خان ڈاکٹر، لا نبی بعدی، خیبر میل پرنٹرز، پشاور، 2012ء، ص20-21

[21] حوالہ مذکور، ص20

[22] دیوان رحمان بابا، پشتو اکیڈیمی، پشاور یونیورسٹی، پشاور، ص32

[23] اعجاز حسن خان، ڈاکٹر، لا نبی بعدی، ص74

[24] حوالہ مذکور، ص85

[25] حوالہ مذکور، ص64